دوست مجھ سے مُنہ نہ مُوڑتے! آہ ظالم جامِ اولیں! یہ کہا اور اُس پر غشی طاری ہوگئی۔

(مصطفیٰ لطفی المنفلوطی)

تُو تُو مَیں مَیں

(از حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب اُستاذ الادب دار العلوم دیوبند)

اُستاذِ محترم حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب دام ظلہم عربی ادب و لغت کے نہ صرف مسلم الثبوت اُستاذ ہیں بلکہ بعض خصوصیتوں کے اعتبار سے لغت کے بحر ذخار سمجھے جاتے ہیں، آپ کی غیر معمولی ادبی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ادب کی تقریباً تمام درسی کتابوں کی شرح، حواشی اور تعلیقات و تراجم کے علاوہ دار العلوم دیوبند کے ہزار ہا طالبانِ علم آپ کے بحرِ تبحر کے خوشہ چیں ہیں۔ جہاں تک "سمط اللآلی" پر تنقید اور اس کے جواب کا تعلق ہے اب ہم اس سلسلہ میں کسی مضمون کی اشاعت کا ارادہ نہیں رکھتے تھے حقیقت یہ ہے چند اہل علم کو چھوڑ کر قارئین برہان کی اکثریت کے لیے اس نوع کے مضامین میں دلچسپی اور افادہ کا کوئی سامان نہیں، تاہم مضمونِ زیرِ نظر کو ہم اس وجہ سے شائع کر رہے ہیں کہ فی الحقیقت یہ مضمون تنقید اور جواب تنقید دونوں کا تکملہ ہے، اور اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ ایک طرف کتاب کے مؤلف مولانا میمن عبد العزیز صاحب علوم عربیہ کے بہت بڑے اُستاذ مانے جاتے ہیں دوسری طرف تنقید نگار مولانا محمد سورتی بھی عربی علم و ادب کا ذوق خصوصی رکھتے ہیں۔ اندریں حالات دو ماہرینِ فن کی کشتی کے متعلق تیسرے اُستاذ کی رائے کی اشاعت دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی۔ "برہان"

سمط اللآلی ایک نایاب کتاب ہے، اور فی الحقیقت علمی خزانہ ہے، اس کی صرف ایک جلد کا مطالعہ میں نے کیا ہے، عدیم الفرصتی کی بنا پر اب تک دوسری جلد کے مطالعہ کے شرف سے مشرف نہیں ہو سکا ہوں، آپ یقین کریں کہ میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران میں بار بار حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب میمن صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کو دعائیں دیتا رہا ہوں کیونکہ اس کتاب کا وجود اُنہی کی ان تھک مساعی کا رہینِ منت ہے۔

ممدوح نہ میرے شاگرد، نہ اُستاد، اور اس سے زیادہ تعارف بھی نہیں کہ عمر بھر میں ایک دفعہ علی گڈھ کالج چند گھنٹوں کے لیے جانا ہوا تو دل نہ چاہا کہ اس سرچشمہ علم کی ملاقات کے بغیر علیگڈھ سے واپس ہوں، در دولت پر حاضر ہوا، اور غالبًا دس منٹ سے زیادہ حاضر نہ رہ سکا، کتاب شائع ہوئی، رسالہ "برہان" سے معلوم ہوا کہ کسی صاحب نے اُس پر تنقید کی، اور کچھ اس طرح کی کہ علم ادب کا یہ مجسمہ بھی قابو سے باہر ہوگیا، اور جواب میں وہ کچھ کہا جو علم کی مسند سے جُدا ہو کر ہی کہنا زیبا تھا۔

میں ناواقف نہیں کہ علمی خدمات میں مصروف رہنے والا کس قدر دماغ سوزی کرتا ہے، مجھ کو یقین ہے کہ ایک بخیل دنیادار جس طرح رات دن کی رُوح فرسا کاوشیں برداشت کرنے کے بعد دولت جمع کرتا ہے۔ اسی طرح زیادہ سے زیادہ سخت دماغی تکلیفوں کے بعد کسی علمی خدمت کو اہل علم کی خدمت میں پیش کیا جا سکتا ہے، اور دن کے چین، رات کی نیند حرام کر لینے کے بعد ایک مصنف، مولف اور محشی کی یہ خواہش اگر کسی درجہ میں بجا بھی کہی جائے کہ اُس کی محنت کی داد دیجائے تو اُس کی یہ خواہش یقینًا بجا ہے کہ کم سے کم "قاش فروشِ دل صد پارۂ خویش" پر زبانِ طعن دراز نہ کیجائے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب علمی ہدایا اہلِ علم کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ تو دیانتداری کے ساتھ اُن کو نہ صرف تنقید کا حق حاصل ہے، بلکہ از سلف تا خلف یہ طریقہ جاری

رہا، علمار کے ایک گروہ نے علمی خدمات کیں، دوسرے گروہ نے اس پر تنقید کی۔

سمط اللآلی کی اشاعت کے بعد تنقید کس لہجہ میں کی گئی اس کے تجاوز عن الحد ہونے کا اندازہ مجھ کو اس سے ہوا کہ مولانا عبدالعزیز صاحب خود اپنے قابو سے باہر ہوگئے۔ اُن کے متعلق میرا عقیدہ ہے کہ وہ نہ صرف گنجینۂ علم ہیں بلکہ کمالِ حُسنِ اخلاق کی جیتی جاگتی تصویر بھی ہیں، اُن کے قلم کا اس طرح سرپٹ چل دینا ہی دلیل ہے کہ ناقد نے بہت ہی زیادہ بے راہ روی سے کام لیا ہے، ورنہ پہاڑوں کا ہلنا، سمندروں میں جوش آجانا معمولی تحریک کا نتیجہ نہیں ہوسکتا لیکن علامہ میمن صاحب مجھ کو معاف فرمائیں اگر میں یہ عرض کروں کہ تنقید کے بعد اس قدر سختی سی کام لینا میری ناقص رائے میں علمی حکومت کے بجائے غضبی حکومت ہی کا مقتضیٰ ہوسکتا ہے، اگر ناقد نے کم ظرفی کے ساتھ (جس کا مجھ کو بالکل علم نہیں ہے) سوءِ ادب سے کام لیا تھا تو آپ کو ؏

اگر ناداں بوحشت سخت گوید　　　　خردمندش بنرمی دل بجوید

پر عمل کر کے بتانا تھا کہ ہر شخص نے وہی چیز صفحاتِ قرطاس پر لاکر رکھی جو اُس کے ظرف میں تھی" اور اسی طرح میں اپنے عزیز ترین دوستوں کارکنانِ رسالہ" برہان" کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں کہ برہان کی پوزیشن اس سے بہت اعلیٰ و ارفع تھی کہ اُس کو" توتو میں میں" کا تختۂ مشق بنایا جائے، ناقد صاحب نے تو غالباً اپنے حقِ تنقید کو ناجائز طریقہ پر استعمال کیا، میمن صاحب سے اپنی علمی بیش بہا خزانہ کی ناقدری اس طرح نہ دیکھی گئی، اور جس طرح ایک شخص خطابت، وعظ اور دلائل سے فتح حاصل کرنے کا موقع دیکھ لینے کے باوجود ہوائی جہاز، ٹینک، اور مشین گنوں سے کام لینے لگے، میمن صاحب نے بھی اسی طرح کام لیا، لیکن آپ نے اس کو کسی ترمیم کے بغیر شائع کرکے" برہان" کو عرش سے فرش پر لانے کا ارادہ کیوں کرلیا۔

مجھ کو توقع ہے اور آپ حضرات کے علم و فضل، متانت و تبحر کے پیشِ نظر بے جا توقع نہیں

ہے کہ آپ برہان کی پوزیشن کو اس قسم کی تحریروں سے بالاہی رہنے دینگے۔

علامہ تمین صاحب کے جواب ۵ کے چند اقتباسات :۔

(۱) پھر یہ الدہما کے انکشاف کا دعویٰ خبث باطن نہیں تو اور کیا ؟ ص ۲۸۹

(۲) کیسی بڑی ٹھنی کھاتے ہیں ص ۲۸۹ (۳) آپ کا ہذیان ملاحظہ ہو۔ ص ۲۸۹ (۴) یہ پورا بیان جہالت و وقاحت کی نمائش ہے ص ۲۸۹ (۵) دماغ کا من گھڑت ڈھکوسلا ہے ص ۲۹۱ (۶) پھر آپ نے تغلیط کی دھن میں کار شیاطین کیوں کیا ؟ ص ۲۹۲ (۷) اگر چشمہ چڑھا لیا جاوے ص ۲۹۳ (۸) قدرے بے حیائی کی چاشنی درکار ہوگی ص ۲۹۳ (۹) یہ جہالت کا غیر متناہی سلسلہ ہے ص ۲۹۴ (۱۰) جہالت کے ساتھ وقاحت، یہ تو تصنیف کی معصوم فضا کو حسد و عناد کی دھن میں نجس کر دینا ہے۔ ص ۲۹۴ (۱۱) سفیہانہ ریمارک، خبط عشواء اور نسج خرقا، الخ ص ۲۹۵ (۱۲) اگر یہ مسخرہ جو کتاب کہیں سو اس کے ہتے چڑھ جاوے اسی کے یہاں پر اپنی کم علمی الخ ص ۲۹۵ (۱۳) یہ تینوں وار تیر، نیزے اور تلوار کے آپ کے ابن حجر ہی کو لگینگے ص ۲۹۶ (۱۴) مگر یہ دانش و بینش کہیں کسی بازار میں نہیں بکتی ص ۲۹۶ (۱۵) کسی سے پڑھوالیں اصابر الخ ص ۲۹۷ (۱۶) معترض نے محض اس لیے کہ عقل و فہم کی تقسیم کے وقت آپ غیر حاضر تھے قباحت کی لے دے مچائی۔ ص ۲۹۸ (۱۷) ورنہ پھر چشمہ چڑھالیں یا کسی انکھیارے سے پڑھوالیں ص ۲۹۸ (۱۸) بسم اللہ ہی غلط ہے[1] ص ۲۹۸ (۱۹) مگر اس عجیب دماغ میں منطق ٹھونسنے والا استاذ بھی ذمہ داری سے صاف نہ چھوٹے گا۔ ص ۳۰۰ (۲۰) آخر یہ جہالت کا مناظرہ کہاں تک ص ۳۰۰ (۲۱) آپ کا پورا ہذیان، ص ۳۰۰ (۲۲) تاج ولسان کو کسی بینا سے پڑھوالیا جائے۔ ص ۳۰۱ (۲۳) جہل در جہل اور حمق در حمق نہیں تو اور کیا۔ ص ۳۰۲

---

[1] میں نے اپنے استاذ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دیوبند سے سنا تھا کہ یہ کلمہ اگرچہ کثیر الاستعمال ہے مگر بہت زیادہ شنیع ہے۔

(۲۴) حلق پھاڑکر زمین وآسمان ایک کردیا ہے، صـ۳۰۲ (۲۵) ذہبی کا حوالہ جہل پر جہل و افترا کا تاج ہے۔ صـ۳۰۲ (۲۶) دروغ بے فروغ ہے، صـ۳۰۳ (۲۷) آپ کی تو ہر بات ..... کی لات ہے۔ صـ۳۰۳ (۲۸) ۲۸ سالہ یو پی میں اور دہلی میں رہ کر بھی اردو نہ آئی۔ صـ۳۰۵ (۲۹) کرایہ کی آنکھوں سے دکھوالیں۔ صـ۳۰۵ (۳۰) پھر اپنے منہ کو جا ہے گریبان میں ڈالیں، اگروہ خصومتوں سے بچ رہا ہو، یا اُس پر خاک اُڑائیں۔ صـ۳۰۵ (۳۱) پہلے ناک تو سنک لیں۔ صـ۳۰۷ (۳۲) اس گم کردہ راہ کو سُنادو۔ (۳۳) شاید ضعفِ بصارت کے باعث اُنہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا ہے

یہ ہیں صرف ایک نمبر کے چند اقتباسات، لیکن اگر اس پورے تردیدی مضمون کو دیکھا جائے تو بہت زیادہ جوث ہوگی

کلام عربی

مولفہ قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی فاضل دیو بند

کم فرصت شائقین عربی کے لیے یہ ایک بینظیر کتاب ہے جو جدید ترین تعلیمی تجربوں کی روشنی میں لکھی گئی ہے اس میں صرف و نحو کے ضروری ضروری و منتخب مسائل، روزانہ ضروریات زندگی سے متعلق جملے اور مکالمے، قرآن کریم اور حدیث شریف کے اقتباسات، کثیرالاستعمال امثال واقوال، مفید و دلچسپ لطائف وحکایات، جدید طرز کے خطوط و رقعات اور ۱۹۳۰ء کے عربی اخبارات ورسائل کے انتخابات اسباق کی صورت میں بہترین ترتیب کے ساتھ جمع کر دیے گیے ہیں۔ ہر سبق میں عربی عبارت کے ساتھ اُس کا ترجمہ اور کتاب کے دونوں حصوں کے آخر میں ڈیڑھ ہزار ضروری الفاظ کی ایک اُردو، عربی ڈکشنری اور دوسری ۱۳۵۰ جدید عربی الفاظ کی عربی اُردو ڈکشنری بھی شامل ہے۔

بلا مبالغہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ معمولی اُردو خواں اصحاب اس کتاب کے مطالعہ سے بغیر رٹے بغیر اُستاد کی مدد کے ایک گھنٹہ روزانہ صرف کر کے صرف چند ماہ میں قرآن و حدیث کو سمجھنے کے علاوہ عربی اخبارات ورسائل پڑھنے اور عربی تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنی ضروریات پورا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ کتابت وطباعت اور کاغذ عمدہ۔ حصہ اوّل صـ۱۰۰ قیمت ۱۰/ حصہ دوم صـ۱۱۲ قیمت ۱۰/

ملنے کا پتہ:- مینجر مکتبہ بُرہان قرول باغ نئی دہلی